عِلمِ غیب

شرعی دلائل کی روشنی میں عقیدۂ علم غیب کا ثبوت



علامہ ارشد القادری نوراللہ مرقدہ

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حُباب

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّہ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمال بے نقاب

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرے سجود بھی حجاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

اگر دنیا سراسر باد گیرد
چراغ اولیاء ہرگز نمیرد

(اقبالؒ)

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب جام نور، کلکتہ!

"جام نور" میں "بزم دانش" کا عنوان نہایت مفید ہے کسی ایک مسئلے پر آپ کی سیر حاصل بحث سے ناواقف حضرات کو کافی نفع پہنچ رہا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اس سلسلے کو ہمیشہ جاری رکھا جائے۔

ہمارے پڑوس میں کچھ دیوبندی حضرات رہتے ہیں ان کا اصرار ہے کہ علم غیب خدا کی صفتِ خاص ہے۔ وہ کسی دوسرے کیلئے ہرگز تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ جو لوگ رسول کیلئے علم غیب مانتے ہیں وہ قطعًا ایک غیر اسلامی عقیدے پر یقین رکھتے ہیں۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا کے حرم میں نقب لگانا عشق رسول کا تقاضہ نہیں ہے۔ رسول کا وفادار خدا کی قائم کردہ حدود کو کبھی نہیں توڑے گا۔ جو لوگ رسول کو خدائی منصب پر رکھنا چاہتے ہیں دراصل وہ رسول کو رسول ہی نہیں مانتے۔

ازراہ کرم ان دلیلوں پر بھی کچھ روشنی ڈالئے جو مخالفین کی طرف سے عقیدۂ علم غیب کے انکار میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ بحث کے مثبت و منفی دونوں پہلو قارئین کے سامنے آجائیں اور وہ انصاف و دیانت کے ساتھ فیصلہ کرسکیں کہ حق کس کیساتھ ہے

میں اور میرے احباب مؤدبانہ گذارش کرتے ہیں کہ اس مسئلے پر قلم اٹھا کر ہماری معلومات میں اضافہ کیجئے۔ خدا آپکو اہلِ حق کی حمایت کا اجر عطا فرمائے۔

آپ کا مخلص
شیخ احمد بخش کٹکی
بسٹو پور جمشید پور

جوابُ نامہ

آپ کے پڑوسیوں نے نہایت معصومانہ انداز میں یہ تاثر دینے کی کوشش فرمائی ہے کہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار خدا پرستی کے جذبے میں کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ امر واقعہ ہے کہ خدا پرستی ہی کا یہ تقاضہ ہے کہ رسول کے علم غیب کو تسلیم کیا جائے

جو صفات کہ خدا کے ساتھ خاص ہیں پہلے ان کی تشریح سمجھ لیجئے مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

خدا کی ہر صفت میں چار چیزیں ایسی پائی جاتی ہیں جو خدا کے علاوہ کسی اور کے لئے ہرگز تسلیم نہیں کی جاسکتیں۔

پہلی چیز ازلی ہونا یعنی وہ ہمیشہ سے ہے۔ دوسری چیز ابدی ہونا یعنی وہ ہمیشہ رہے گی۔ تیسری ذاتی ہونا یعنی کسی نے عطا نہیں کی ہے۔ بذات خود اسے حاصل ہے۔ چوتھی چیز لامحدود ہونا یعنی اس کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے۔

اس لحاظ سے خدا کی ہر صفت اسی کے ساتھ خاص ہے کسی اور کے لئے ہرگز تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ اس طرح کی صفت علم غیب جو رسول کے لئے تسلیم کرتا ہے۔ وہ یقیناً خدا کا بھی باغی ہے رسول کا بھی منکر ہے لیکن جب خدائے قدیر اپنی کسی مخلوق کو اپنی صفات

کامظہر بنانے کے لئے کوئی صفت عطا کرتا ہے تو وہ صفت عطائی ہوتی ہے، ذاتی نہیں ہوتی۔ حادث ہوتی ہے ازلی اور ابدی نہیں ہوتی، محدود ہوتی ہے لامحدود نہیں ہوتی۔

اس طرح کی صفات کو خدا کے ساتھ خاص ماننا تو بڑی بات ہے۔ اسکی طرف منسوب کرنا بھی کھلا ہوا کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کی جو صفت ہم مانتے ہیں وہ ان چار شرطوں سے مقید ہے۔ خدا کی عطا سے ہے ذاتی نہیں ہے۔ حادث ہے یعنی ازلی وابدی نہیں ہے۔ دو حدوں کے درمیان ہے۔ لامحدود نہیں ہے۔ خدا کے لئے علم غیب اس طرح کا جو تسلیم کرتا ہے وہ خدا کا پرستار نہیں اس کا سب سے بڑا منکر ہے۔

اتنی تمہید کے بعد اب قرآن، حدیث اور اجماع امت سے رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت ملاحظ فرمائیے

قرآن سے علم غیب کا ثبوت

ویسے تو قرآن مجید میں بے شمار آیتیں ہیں جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کا ثبوت ملتا ہے لیکن تین آیتیں نہایت واضح ہیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

خدا کی شان یہ نہیں ہے کہ تم (عام لوگوں) کو غیب پر مطلع کرے البتہ وہ اپنے رسولوں میں جسے چن لیتا ہے اسے غیب پر مطلع فرماتا ہے

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۝

عالم الغیب خداوند کسی کو بھی اپنے غیب پر مسلط نہیں فرماتا۔ لیکن جسے اپنے رسولوں میں سے منتخب کر لیتا ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝

اور وہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) غیب کی باتیں بتانے پر بخیل نہیں ہیں۔

مذکورہ بالا تینوں آیتوں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب عطائی کا نہایت واضح بیان موجود ہے۔

احادیث سے علم غیب کا ثبوت

پہلی حدیث

عن ثوبان قال قال رسول صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا و مغاربھا (مشکوۃ المصابیح)

حضرت ثوبان روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا نے میرے لئے زمین کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے دکھا دیا پس میں نے مشرق و مغرب کے دونوں کناروں تک ساری روے زمین کو دیکھ لیا۔

دوسری حدیث

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ (طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میری

آنکھوں پر سے دنیا کے حجابات اٹھا دیئے۔ پس میں دنیا کو اور دنیا میں ہونے والے واقعات کو دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک دیکھتا رہوں گا۔ مثل اپنی اس ہتھیلی کے۔

تیسری حدیث

عن عبد الرحمٰن ابن عائش قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رأیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیما یختصم الملاء الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت ما فی السموات والارض۔ (مشکوۃ المصابیح)

حضرت عبد الرحمٰن ابن عائش سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے عزت وجلال والے رب کو نہایت حسین صورت میں دیکھا۔ میرے رب نے دریافت کیا۔ ملائکہ کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا تو ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدائے کردگار نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا پس میں اسکے ولی فیض کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس کی۔ پس اسکی برکت سے

جان لیا میں نے ان تمام چیزوں کو جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں نہایت ایمان افروز حقائق کا اظہار فرمایا ہے۔

فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض

پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمیں بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں۔

اشعۃ اللمعات صـ ۲۶۲

پس جان لیا میں نے ان تمام چیزوں کو جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔ حضور کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ سرکار آقائے نامدار نے زمین و آسمان کے سارے علم جزوی و کلی کا احاطہ کر لیا۔

چوتھی حدیث

یہی حدیث ۳ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یوں مروی ہے۔

فاذا انا بربی تبارک و تعالٰے فی احسن صورۃ، فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم

الملاء الاعلی قلت لا ادری قالہا ثلثا قال فرأیت وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت بردانا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شئ وعرفت (مشکوٰۃ المصابیح)

یعنی اچانک میں نے اپنے رب کو دیکھا نہایت بہترین صورت میں۔ اس نے کہا اے محمد جانتے ہو ملائکہ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم پس خدا نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جسکی ٹھنڈک میں نے محسوس کی پس اسکی برکت سے میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی۔ اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا

پانچویں حدیث

عن ابی ھریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منہا شاۃ فطلبہ الراعی انتزعہا منہ قال فصعد الذئب علی تل فاقعیٰ واستثفر وقال قد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ اخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان رائیت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھٰذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضی وما ھو کائن بعدکم قال فکان الرجل یہود یا فجاء الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاخبرہ واسلم

فصدقہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ چرواہے نے اس بھیڑیئے کا پیچھا کرکے اس بکری کو چھڑا لیا۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ وہ، بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ خدا نے مجھے رزق عطا کیا تھا۔ تو نے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے اسکا کلام سنکر تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے آج کی طرح کبھی بھیڑیئے کو کلام کرتے نہیں دیکھا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب انگیز حال تو اس شخص کا ہے جو دو پہاڑیوں کے درمیان کھجوروں کے جھرمٹ (مدینے) میں ہے۔ جو زمانۂ گذشتہ اور آئندہ کے حالات و واقعات کی خبر دیتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ اسی عالمِ حیرت میں وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور سرکار سے یہ ماجرا بیان کیا اور دولت اسلام سے مشرف ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر کی تصدیق فرمائی۔

یوں تو الگ الگ جزئیات کی بیشمار حدیثیں ہیں جن میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی باتوں کی خبر دی ہے۔ لیکن مذکورہ بالا پانچ حدیثوں میں نہایت صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ سارے روئے

زمین کو حضور نے ملاحظہ فرمایا۔ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور، قیامت تک جو کچھ ہوتا رہے گا حضور اسے دیکھ رہے ہیں اور قیامت تک دیکھتے رہیں گے۔ جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے حضور نے سب کو جان لیا پہچان لیا۔ کائنات کی ہر چیز حضور پر روشن ہو گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمانۂ گذشتہ اور آئندہ کے حالات و واقعات کی خبر دی ہے۔ اتنی واضح شہادتوں کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار چمکتے ہوئے سورج کا انکار ہے۔

اب ذیل میں ان اکابرین امت اور ائمہ اسلام کی شہادتیں ملاحظہ فرمایئے۔ جنکے فہم و دیانت پر سارے عالم نے اعتماد کیا ہے اور جنھوں نے قرآن و حدیث کے مطالب و معانی کو ہم سے بہتر سمجھا ہے۔ انہوں نے نہایت شد و مد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کا عقیدہ ثابت کیا ہے انکی تحریریں دیکھنے کے بعد اندر کا یقین چیخ اٹھتا ہے کہ سارے عالم اسلامی کا عقیدہ یہی ہے۔

علم غیب کے ثبوت میں امام غزالی کی شہادت

علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ نبی کو چند ایسی خصوصیتیں بخشی جاتی ہیں جن کے ذریعہ وہ غیر نبی سے ممتاز ہوتا ہے ان اوصاف میں کوئی اسکا شریک نہیں ہوتا۔ امام غزالی کے الفاظ یہ

ہیں

احدھا۔ انہ یعرف حقائق الامور المتعلقہ باللہ تعالیٰ وصفاتہ وملئکتہ والدار الاخرۃ علیٰ مخالف العلم غیرہ۔

وثانیھا۔ ان لہ فی نفسہ صفۃ بہا تتہم الافعال الخارقہ للعادۃ کما ان لنا صفۃ تتم بہا الحرکات المقرونہ بارادتنا وھی القدرۃ۔

ثالثھا۔ ان لہ صفۃ بہا یبصر الملائکہ ویشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بہا یفارق الاعمیٰ۔

رابعھا۔ ان لہ صفۃ بہا یدرک ما یکون فی الغیب (شرح المواہب اللدنیہ)

پہلی خصوصیت نبی کی یہ ہوتی ہے کہ وہ ان حقیقتوں کو جانتا پہچانتا ہے جس کا تعلق خدا کی ذات وصفات فرشتوں اور عالم آخرت سے ہے۔ نبی کے اس علم و عرفان میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوتا۔

دوسری خصوصیت۔ نبی کی یہ ہوتی ہے کہ اس کی ذات میں ایک ایسی قوت ودیعت کی جاتی ہے جس کے ذریعہ وہ عالم اجاب میں تصرف کرتا ہے اور وہ معجزے کا اظہار فرماتا ہے۔ یہ قدرت اس کے حق میں بالکل اسی طرح کی اختیاری ہے جیسی ہمیں چلنے پھرنے کی قدرت حاصل ہے کہ بار بار خدا اسے ہمیں اپنے نقل

وحرکت کی قدرت نہیں مانگنی پڑتی اس کیلئے ہمارا ارادہ کافی ہے۔

تیسری خصوصیّت۔ نبی کی یہ ہوتی ہے کہ اس کی قوت بصارت کو ایک ایسا نور عطا ہوتا ہے جسکے ذریعہ وہ فرشتوں اور عالم آخرت کی چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ آنکھ والا بصارت کی قوت رکھتا ہے جسکے ذریعہ اندھوں سے اسے امتیاز حاصل ہوتا ہے۔

چوتھی خصوصیّت۔ نبی کی یہ ہوتی ہے کہ اسے ایک ایسا وصف دیا جاتا ہے جسکے ذریعہ وہ علم غیب میں ہونے والی باتوں کا علم رکھتا ہے۔

صاحب کتاب الابریز کی ایمان افروز شہادت

ابریز شریف کے مصنف اپنی کتاب کے ص۴۳ پر اپنے شیخ عارف باللہ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں۔

واقوی الارواح فی ذالک روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہا لم یحجب عنہا شئ من العالم فھی مطلعۃ علی عرشہ وعلوہ وسفلہ ودنیاہ وآخرتہ و

نارہ وحنبتہ لان جمیع ذالک خلق لاجلہ صلی اللہ علیہ وسلم فتمییزہ علیہ السلام خارق لھذا العوالم باسرھا فعندہ تمییز فی اجرام السموٰت من این خلقت ومتی خلقت ولم خلقت والی این تصیر فی جرم کل سماء۔

وعندہ تمییز فی ملائکۃ کل سماء واین خلقوا ومتی خلقوا ولم خلقوا والی این یصیرون و تمییز اختلاف مراتبھم ومنتھی درجاتھم وعندہ علیہ السلام تمییز فی الحجب السبعین وملٰئکۃ کل حجاب علی الصفۃ السابقۃ۔

وعندہ علیہ السلام تمییز فی اجرام النیرۃ التی فی العالم العلوی مثل النجوم والشمس والقمر واللوح والقلم والبرزخ والارواح التی فیہ علی الوصف السابق۔

وکذا عندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمییز فی الجنان ودرجاتھا وعدد مکانھا ومقاماتھم فیھا وکذا ما بقی من العوالم۔

ارواح کائنات میں سب سے قوی اور لطیف روح سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضور کی

روح پر عالم کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ عرش وفرش بلندی وپستی دنیا وآخرت، دوزخ وجنت سب کچھ پیشِ نظر ہے۔ کیونکہ یہ ساری چیزیں حضور ہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور ظاہر ہے کہ جو چیز جس کیلئے بنائی جاتی ہے وہ اس سے مخفی نہیں رکھی جاتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اجرام سماوی کے حقائق نہایت واضح طور پر معلوم ہیں حضور کو یہاں تک معلوم ہے کہ آسمان کے طبقات کہاں سے پیدا کئے گئے، کیوں پیدا کئے گئے اور ان کا انجام کیا ہوگا۔؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ الگ ہر آسمان کے فرشتوں کا حال معلوم ہے۔ آپس میں انکے مراتب کا اختلاف اور ان کے درجات کا انتہا بھی حضور جانتے ہیں۔ حضور کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ کہاں سے پیدا کئے گئے اور ان کا انجام کیا ہوگا۔ حضور ان ستر پردوں سے بھی باخبر ہیں اور ان فرشتوں کو بھی جانتے ہیں جو ان پردوں کے اندر رہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم علوی کے چمکنے والے اجرام چاند، سورج، ستاروں، لوح، قلم، عالم برزخ اور عالم ارواح کے تمام حالات کا واضح طور پر علم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنتوں کے طبقات، اہل جنت کی تعداد اور ان کے مقامات سے بھی بخوبی واقف ہیں۔ اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی بری اور بحری مخلوق اور جملہ موجودات کے احوال کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

علم غیب کے ثبوت میں

علامہ صاوی کی فیصلہ کن عبارت

علم تفسیر کے معتمد امام حضرت شیخ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں مسئلہ علم غیب پر بحث کرتے ہوئے علمائے امت کا آخری فیصلہ ارشاد فرمایا ہے۔ علامہ کے الفاظ یہ ہیں۔

الذی یجب الایمان بہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم ینتقل من الدنیا حتی اعلم اللہ بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا و الآخرۃ فھو یعلمھا کما ھی عین یقین ولکن، امر بکتمان البعض۔ (تفسیر صاوی ج ۲ ص ۱۱۱)

علم غیب رسول کا وہ عقیدہ جس پر ہر مسلمان کو ایمان لانا ضروری ہے یہ ہے کہ دنیا سے حضور اس حال میں تشریف لے گئے کہ خدا نے انھیں دنیا و آخرت

کے جملہ غیوب سے باخبر کر دیا تھا۔ حضور ان ساری چیزوں کو یقین کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ البتہ، مصلحت ربانی نے ان میں سے بعض چیزوں کو مخفی رکھنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم الشان عبارت

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عقیدۂ علم غیب کی تائید میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روشن عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ موصوف کے الفاظ یہ ہیں۔

ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا نفخۂ اولی بروے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم گردید۔ و یاران خود را نیز بر بعضے ازاں احوال خبر دارد۔ (مدارج النبوۃ شریف)

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ پاک سے لے کر صور پھونکنے تک دنیا میں جو کچھ ہے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کر دیئے گئے۔ از اول تا آخر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم کے سارے حالات و

واقعات کو جانتے ہیں اور اپنے بعض صحابہ کو بھی ان میں سے کچھ چیزوں کی اطلاع دی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی روح پرور شہادت

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں پارہ سیقول کی ایک آیت۔ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے تحت دربارہ علم غیب رسول اپنا یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں۔

وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرکہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ درکدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمانی او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس اومی شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا، اعمال نیک و بد شمارا واخلاص ونفاق شمارا۔ (تفسیر عزیزی)

تمہارے رسول تم پر گواہ ہوں گے اور انکی گواہی اس لئے قابل قبول ہوگی کہ وہ اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین پر ہر چلنے والے کے رتبے سے واقف ہیں کہ دین میں اس کا کیا مقام ہے اور اسکے ایمان کی کیا

حقیقت ہے اور جس پردہ کے سبب سے وہ ترقی سے رک گیا ہے وہ کون سا حجاب ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم سب کے گناہوں کو پہچانتے ہیں اور تم سب کے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں اور تمہارے اچھے برے کاموں سے واقف ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی جانتے ہیں کہ جو شخص تم میں سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو آیا دل سے وہ مسلمان ہے یا فقط ظاہر مسلمان ہے اور دل میں منافق۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی باطل سوز عبارت

علم غیب کے منکرین یہ کہتے ہیں کہ علم غیب خدا کے ساتھ خاص ہے وہ کسی کو اس پر مطلع نہیں کرتا حضرت امام ربانی نے اپنے مکتوبات میں اس عقیدے کی نہایت کھلی ہوئی تردید فرمائی ہے۔ موصوف کے الفاظ یہ ہیں۔

علم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہ اخص رسل را اطلاع می بخشد۔ (مکتوب نمبر ۳۱۰ صدو دہم)

اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص علم غیب پر اپنے محبوب رسولوں کو مطلع فرماتا ہے۔

علم غیب کے ثبوت میں یہاں تک امت کے اکابرین کی عبارتیں پیش کی گئیں جن سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ سارے اکابرین اسلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کے عقیدے پر متفق ہیں۔

لیکن آپ کی آنکھیں حیرت سے پھٹ جائیں گی کہ دیوبندی فرقے کے پیشواؤں نے بھی اہل سنت کے دلائل سے مرعوب ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کا اقرار کیا ہے۔ اگر علم غیب کا عقیدہ شرک اور غیر اسلامی ہے تو دیوبندی عوام کو چاہئے کہ وہ اپنے علماء کا گریبان تھام کر اس سوال کا جواب طلب کریں کہ جس عقیدے کو انھوں نے ہزار جگہ شرک لکھا ہے۔ وہ دوسری جگہ ایمان کیوں کر ہوسکتا ہے۔

دیوبندی پیشواؤں کی عبارتوں سے علم غیب کا ثبوت

(۱)

اکابرین دیوبند کے شیخ طریقت اور ان کے پیر و مرشد حضرت شاہ حاجی امداد اللہ صاحب اپنی کتاب شمائم امدادیہ میں لکھتے ہیں موصوف کے الفاظ یہ ہیں۔

> لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیا کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت اور ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم

> حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیبیہ و حضرت عائشہ کے معاملات کی خبر نہ تھی۔ اس کو دلیل اپنے دعوے کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔ (شمائم امدادیہ ص۱۱۵)

(۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کے انکار میں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا اپنا علم اور کمال کسی کو نہیں عطا فرماتا ان کے اس خیال کی تردید میں بانی دیوبند قاسم نانوتوی کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے ان کے الفاظ یہ ہیں۔

> جناب سرور کائنات علیہ و اعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ہر چند بشر تھے۔ مگر خیر البشر خدا کے منظور نظر تھے۔ خداوند کریم نے اپنے سب کمالوں سے حصہ کامل انکو عنایت فرمایا تھا۔ منجملہ کمالات علم جو اول درجہ کا کمال ہے اپنے ہی علم میں سے ان کو مرحمت کیا۔ (فیوض قاسمیہ ص۴۲)

(۳)

دیوبندی حضرات کے پیشوائے اعظم جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی انبیائے کرام کیلئے علم غیب کے بابت لکھتے ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں۔

انبیاء کرام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ اور حضور حق تعالیٰ کا
رہتا ہے۔ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو
تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا اور فرمایا
انی اری ما لا ترون۔ (لطائف رشیدیہ ص۲۷)

(۴)

دیوبندی فرقے کے دوسرے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی عقیدۂ علم غیب کی حمایت میں لکھتے ہیں۔ انکے الفاظ یہ ہیں۔

شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رسل اور اولیاء غیب اور
آئندہ کے واقعات کی خبر دیا کرتے ہیں۔ اس مقام
سے اسکو بھی آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جب خدا غیب
اور آئندہ کے حوادثات کو جانتا ہے۔ تو پھر اس
سے کونسا امر مانع ہو سکتا ہے کہ یہی خدا ان رسل اور
اولیاء میں سے جسے چاہے اس غیب یا امر آئندہ
کی خبر دے۔ (تکمیل الیقین ص۱۳۵)

(۵)

دیوبندی فرقے کے وکیل معتمد جناب مرتضیٰ حسن دربھنگی نہایت

شد و مد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا اقرار کرتے ہیں۔ موصوف کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے
کتاب توضیح البیان صفحہ ۴، اسی کتاب کے ص۸ پر لکھتے ہیں۔
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم مغیبات اس قدر دیا
گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم کو بھی اگر ملائے جائیں تو آپ
کے ایک علم کے برابر نہ ہوں۔

(۶)

دیوبندی فرقے کے مشہور پیشوا جناب مولوی خلیل احمد انبیٹھوی عقیدۂ علم غیب کی حمایت میں ایک ایسی عبارت لکھ گئے ہیں جس نے دیوبندی مذہب کی بنیاد ہلا دی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اس بات کو خوب یاد کر لینا ضروری ہے کہ عقیدہ
سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ
ہیں اور عالم الغیب ہیں، اور جنت میں جہاں چاہیں
باذنہ تعالیٰ چلتے پھرتے ہیں اور اس عالم میں بھی

حکم ہو تو آسکتے ہیں۔ (البراہین القاطعہ ص ۱۹۹)

(۷)

عقیدۂ دیوبندی حضرات کے معتمد اور غیر مقلدین فرقے کے پیشوا جناب مولوی ثناء اللہ امرتسری عقیدۂ علم غیب کی حمایت میں لکھتے ہیں۔

بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امورِ غیبیہ پر اطلاع نہ ہوتی تھی مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے والے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو۔ (رسالہ علم غیب کا فیصلہ ص ۱۳)

اب مخالفین کی پیش کردہ دلیلوں پر الگ الگ بحث کرنے کے بجائے مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن و حدیث کے صحیح مطالب تک پہونچنے کے لئے چند بنیادی اصول ذہن نشین کرادوں تاکہ جب کبھی اس طرح کی صورت حال پیدا ہو اصل حقیقت تک پہونچنے میں کوئی ذہنی پیچیدگی حائل نہ ہو۔

۱۔ پچھلے صفحات میں رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب

پر قرآن حکیم کی متعدد آیتیں اور چند مستند اور صحیح حدیثیں پیش کر چکا ہوں جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے رسول محترم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ خود سرکار نے بھی قولاً اور عملاً اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں اور انھیں احوال گزشتہ اور آئندہ خبر رہتی ہے۔

ان حالات میں اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ قرآن کی کچھ، آیتیں رسول اکرم کے علم غیب کا انکار کرتی ہیں یا خود رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مقام پر خود اپنے علم غیب کا انکار کیا ہے تو اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے متصادم ہے اور ایک حدیث خود دوسری حدیث کو جھٹلاتی ہے۔

اب آپ ہی سوچئے کہ جب ایک معمولی انسان کے کلام میں تعارض اور گفتگو میں تضاد اسے درجۂ اعتبار سے گرا دیتا ہے تو جو لوگ قرآن میں تضاد اور حدیث میں تعارض کی بات کرتے ہیں وہ قرآن و حدیث کے خلاف دنیا کو کتنا غلط تاثر دینا چاہتے ہیں۔

۲۔ اب قرآن کی آیتوں کے درمیان سے اختلاف و تعارض رفع کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں۔

اولاً

یا تو ایک ہی طرح کے مضمون کی آیتوں کو قرآن مانا جائے اور مخالف آیتوں کو قرآن تسلیم کرنے سے معاذاللہ انکار کر دیا جائے۔

میں یقین کرتا ہوں کہ فریقین میں سے کوئی بھی اس کفر صریح کے لئے تیار نہ ہوگا۔

ثانیاً

یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں طرح کی آیتوں اور ایسے الگ الگ رخ متعین کئے جائیں کہ باہم کوئی تعارض باقی نہ رہ جائے کیونکہ ایک ہی رخ سے کسی چیز کا اقرار و انکار یقیناً اختلاف و تعارض کا موجب ہے۔ لیکن اگر اقرار و انکار کا پہلو بدل جائے تو اب دونوں میں کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔

مثال کے طور پر ایک ہی شخص کے متعلق آپ نے کہا کہ میں اس کی بات مانوں گا۔ پھر اسی کے متعلق آپ نے یہ بھی کہا کہ میں اس کی بات نہیں مانوں گا۔

اب اس میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے کہ آپ کی ان دونوں باتوں میں کھلا ہوا تضاد اور صریح تعارض موجود ہے لیکن اگر آپ نے

اپنے اقرار و انکار کے دو الگ الگ رخ متعین کر دیئے کہ حق بات ہوگی تو مانوں گا ناحق ہوگی تو نہیں مانوں گا۔ تو اب ایسی حالات میں قطعاً آپ کی ان دونوں باتوں کے درمیان کوئی تعارض باقی نہیں رہیگا۔

۳۔ یہ تمہید اگر ذہن نشین ہوگئی تو اب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ قرآن کی آیتوں کے درمیان حقیقتاً کوئی تعارض نہیں ہے۔ ہم چونکہ خدا کی مراد سے واقف نہیں ہیں اس لئے ہمیں بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔ اپنی اپنی کمزوریوں کی وجہ سے قرآن فہمی کی راہ میں ہمیں ان قدیم مفسرین کی احتیاج پیش آتی ہے جو نقل و روایت کے ذریعہ خدا کی مراد سے واقف ہیں۔

مثال کے طور پر آقا علم غیب سے متعلق قرآن کی دونوں طرح کی آیتوں کا رخ متعین کرتے ہوئے قدیم مفسرین نے ارشاد فرمایا، ہے کہ جن آیتوں یا جن حدیثوں میں رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا اثبات کیا گیا ہے۔ وہاں علم غیب سے مراد محدود اور عطائی علم غیب ہے جو ایک بندے کا صحیح منصب ہے۔

لیکن جن آیتوں، حدیثو یا فقہائے کرام کی عبارتوں میں سرکار کے لئے علم غیب کی نفی کی گئی ہے وہاں نفی کے پیچھے چار وجہوں میں سے کوئی وجہ ضرور ہے۔ مطلقاً اور حقیقتاً نفی نہیں ہے۔

اولاً

یا تو علمِ غیب ذاتی کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جو خدا کی عطا کے بغیر خود بخود حاصل ہے۔

ثانیاً

یا علمِ غیب محیط کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جو علمِ الٰہی کی طرح لامحدود اور غیر متناہی ہو۔

ثالثاً

یا از راہِ انکسار و تواضع رسول انور نے اپنے علم کی نفی کی ہے حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔

رابعاً

یا پھر وہ نفی اس وقت کی ہے جب کہ حضور کو وہ علم نہیں عطا، ہوا تھا۔ کیوں کہ یہ امر مسلّمہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی کمالات کی تکمیل آخری سانس تک ہوتی رہی۔ (حوالہ کیلئے دیکھئے تفسیر کبیر۔ تفسیر خازن۔ تفسیر روح البیان۔ تفسیر نیشاپوری۔ تفسیر مدارک۔ تفسیر صاوی۔ تفسیر جمل۔ تفسیر عرائس البیان۔ تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر بیضاوی۔ تفسیر ابن جریر۔ تفسیر درمنثور۔ تفسیر ابو سعود۔ تفسیرات احمدیہ۔ تفسیر عزیزی۔ نسیم الریاض۔ اشعۃ اللمعات۔ زرقانی۔ معدن الحقائق تاتارخانیہ۔ فتاوی حدیثیہ)

اب جب کہ ثبوت اور نفی کے دونوں رخ الگ الگ متعین

ہو گئے تو اب دونوں طرح کی آیتوں کے درمیان کوئی تعارض باقی نہ رہا۔

حضور کے لیے علمِ غیب عطائی محدود کا ثبوت بھی درست ہے۔ اور علمِ غیب ذاتی لامحدود کی نفی بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے دونوں عقیدوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

یہی مفاد ہے اکابرینِ ملت اور فقہائے امت کی ان تمام عبارتوں کا جو کئی ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ امام اہلسنّت حضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالےٰ عنہ نے اپنی روشن تصنیفات میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔